www.abdulhaq.info/articles/hinduism

Paigham Sulh, 6 July 1927

اچھوت اقوام کا زبردست مظاہرہ

ہندو مظالم پر اظہار نفرت

(مولانا عبدالحق صاحب فاضل سنسکرت کے قلم سے)

۱۱۔ ۱۲ جون ۱۹۲۷ء کو بجھوال ضلع ہوشیارپور میں اچھوت اقوام کی ایک عظیم الشان کانفرنس تھی جس میں دو ہزار کے قریب نمائندے شامل ہوئے۔ نمائندوں کے اندر ایک عجیب جوش و خروش نظر آتا تھا۔ ہر شخص جو اس میں شامل ہونے کے لئے آیا وہ اپنے سر پر ایک بوجھ آٹے کا بھی اٹھا کر لے آیا۔ اور اس طرح سے غریب مگر جوشیلے اچھوت لوگوں نے فوراً ۲۰۰ من آٹا جمع کر لیا۔ جلسے کی کارروائی عید کے روز بارہ بجے کے قریب شروع ہوئی۔ آدو دھرم اور خدا کی تقدیس کے نعروں سے جنگل گونج اٹھا۔ ساز کی سُر تال کے ساتھ بھجن جو ان مظلوم اقوام کے ٹوٹے ہوئے دلوں کی آواز تھی گا گئے۔ لیکچروں کے اندر دلوں پر لرزہ ڈالنے والی رقت تھی جن کو سن کر سنگدل سے سنگدل انسان بھی کانپ جاتا تھا۔ سوامی شودرانند کے لیکچر بہت ہی موثر تھے۔ بابو منگو رام صاحب جو صدر جلسہ تھے ان کے بھجن بھی بہت اچھے تھے۔ آریہ صاحبان کے معزز اشخاص بھی شریک جلسہ تھے۔ بابو رام داس صاحب پرنسپل ڈی اے وی کالج ہوشیارپور۔ سوامی پورنانند صاحب ٹھاکر سنگھ صاحب اور ذات پات توڑک منڈل کے سکرٹری خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ان لوگوں نے بھی اچھوتوں کے ساتھ اظہار ہمدردی کرتے ہوئے ان کی دلجوئی کی۔ اور ہندوؤں اور برہمنوں کے مظالم پر نہ صرف اظہار افسوس کیا بلکہ ان کو سخت سے سخت الفاظ میں کوسا گیا ان کے جواب میں سوامی شودرانند اور دوسرے اچھوت لیکچراروں نے یہی کہا کہ جب آپ کا دھرم ہمیں اچھوت اور ذلیل ٹھیراتا ہے تو آپ ہمارے ساتھ بھلائی کس طرح کر سکتے ہیں۔ چنانچہ سوامی شودرانند نے بہت سے حوالجات منو اور دیگر سمرتیوں سے شودروں کے متعلق بدسلوکی کے پڑھ کر سنائے۔ اور کہا کہ ان کی موجودگی میں آپ کا ہمارے ساتھ ہمدردی کرنا بالکل فضول ہے۔ اور یہ ہمدردی محض سوراجیہ کا الو سیدھا کرنے کے لئے ہے۔ جس طرح ایک مطلب پرست شخص آڑے وقت میں گدھے کو باپ بنا لیتا ہے اسی طرح آپ آج ہمارے حقوق پر ہاتھ صاف کرنے کے لئے ہمیں ساتھ ملاتے ہیں۔ ہم ہرگز ہندو نہیں ہیں۔ اور نہ ہمارا کوئی تعلق ہندوؤں کے ساتھ ہے۔ اب ہم اپنے حقوق گورنمنٹ سے براہ راست حاصل کریں گے اس پر آریہ بہت سٹ پٹائے اور سوامی شودرانند کو غدار اور گورنمنٹ کا آدمی بتانے لگے۔ جس کا جواب نہایت شائستگی کے ساتھ دیا گیا۔ ۱۲ جون کو پھر ان آریوں نے جلسہ میں گڑبڑ مچانے کا ارادہ ٹھان لیا اور گاؤں کے ذیلدار کو سکھا کر لے آئے کہ اگر آج وہ ہمیں وقت نہ دیں تو تم کہہ دینا کہ میں اس زمین میں جلسہ کرنے کی اجازت نہیں دیتا اسی طرح وہ ایک راہداسی سکھ کو بھی بہت بھڑکا کر اپنے ساتھ لے آئے کہ چلو چمار سب مسلمان ہونے لگے ہیں۔ ان کو مسلمان ہونے سے بچاؤ۔ اور چاہے وہ کچھ بن جائیں مگر ان کو مسلمان نہ ہونے دیا جائے۔ ان سردار صاحب اور ذیلدار صاحب نے بھی خوب ہی اپنے دل کے بخار نکالے مگر ان قوموں پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا وہ ان فریبکاریوں سے خوب واقف تھے۔ آخر میں مجھے بھی اپنے خیالات کے ظاہر کرنے کے لئے کہا گیا۔ میں جب سٹیج کے قریب آیا۔ تو آریوں نے آپس میں کانا پھوسی شروع کر دی۔ اور یہ طے کر لیا کہ ہم ان کا لیکچر نہ ہونے دیں گے چنانچہ صاحب صدر نے مجھے تقریر کرنے کے لئے کہا اور میں کھڑا ہوا۔ تو سب ہندو اور آریہ بھی کھڑے ہو گئے۔ اور نہایت جوش میں آ کر کہنے لگے کہ ہم ان کی تقریر نہیں سنیں گے۔ اور نہ ان کو موقع دیں گے۔ بلکہ جب تک تقریر ہوتی رہے گی۔ شور مچاتے رہیں گے۔ آریوں اور ہندوؤں کی یہ کمزوری اور بزدلی نہایت ہی افسوسناک سمجھی گئی۔ اور ادھر مظلوم اقوام بھی مقابلہ کے لئے کھڑی ہو گئیں۔ کہ مولوی صاحب کی تقریر ضرور ہو گی۔ کوئی اس کو روک نہیں سکتا۔ مگر جب میں نے ان کو سمجھایا کہ اس وقت فساد کرنا اچھا نہیں۔ آپ کی کانفرنس نہایت امن کے ساتھ ختم ہونی چاہئے۔ اگر یہ میری تقریر نہیں سننا چاہتے تو نہ سہی۔ آپ لوگ خود ہی ان کے مقابلہ کے لئے کافی ہیں میں ان کی مرضی کے خلاف جلسے میں سے نکل کر اپنی قیام گاہ پر چلا آیا مگر ان لوگوں کو میری باتیں سننے کا اس قدر شوق تھا کہ وہ نہ صرف تین میل کے فاصلہ پر رات کو میرے پاس آئے بلکہ دوسرے دن پندرہ میل کا سفر طے کر کے ہوشیارپور کے سٹیشن پر بھی مجھے ملے اور مسافرخانہ میں دیر تک اپنے دکھ بیان کرتے رہے۔ اور میرے خیالات کو سنتے رہے۔ میں نے ان کو بتایا کہ مجھے اس کانفرنس کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی ہے کہ آپ لوگوں میں اس قدر بیداری پیدا ہو گئی ہے۔ اور آپ نے ہندوؤں سے منوا لیا ہے کہ دو ہزار سال تک آپ لوگوں پر ظلم کرتے رہے ہیں مگر وہ اس ظلم و ستم کے ڈھانے میں اپنی غلطی بیان کرتے ہیں۔ آپ سوچیئے کہ اگر یہ غلطی محض چند افراد کی غلطی ہوتی تو ہندوستان میں اس قدر عام اور ہزارہا سال تک قائم نہ رہتی اور نہ رہ سکتی تھی۔ اصل میں یہ غلطی ان کی غلطی نہیں۔ یہ ان کے دھرم اور مذہب کی غلطی ہے۔ جس کے اندر اس قدر سخت قوانین شودر اقوام کے لئے روا رکھے گئے ہیں۔ نہ صرف منو کے دھرم شاستر میں جس کی بنیاد ویدوں پر ہے۔ بلکہ خود ویدوں کے اندر بھی تمہاری اقوام کے ساتھ بہت برے سلوک کی ہدایات موجود ہیں۔ مثلاً یہ کہ شودر کو ایشور نے پیدا ہی دکھ اٹھانے کے لئے کیا ہے۔ ان کی پیدائش کی غرض ہی یہ ہے۔ کہ ان کو ڈانٹ ڈپٹ کر رکھا جائے۔ آریوں کے لئے جائز ہے کہ وہ نیچ اقوام کا مال و متاع جس وقت چاہیں چھین لیں۔ وہ ہر حالت میں گشتنی اور گردن زدنی ہیں خواہ ان سے کیسی ہی معمولی لغزش ہوئی ہو۔ آزادی کا سانس وہ ہرگز نہیں لے سکتے وہ آریوں کے غلام ہیں اور کبھی آزاد نہیں ہو سکتے۔ غرض کسیقدر تفصیل کے ساتھ ان حوالجات کو بیان کیا گیا۔ اور مدراس جہاں سنسکرت اور ویدک دھرم کا نہایت اعلٰے پرچار ہے وہاں کے واقعات ان کو سنائے گئے۔ کہ کس طرح انہیں کتوں اور سوروں سے بھی زیادہ ذلیل سمجھا گیا۔ غرض یہ کانفرنس نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوئی۔ اور ہمیں امید ہے۔ کہ آئندہ یہ اقوام آریوں کے دم جھانسے میں نہ آ کر اپنے اصلی آد دھرم یعنی قدیمی مذہب پر قائم رہنے کی کوشش کریں گی۔

اچھوت کانفرنس کی اہم تجاویز

اس کانفرنس میں جو تجاویز منظور ہوئیں وہ یہ ہیں:۔

(۱) ہم ہندوستان کے قدیم باشندوں کی اولاد ہیں مگر ہمیں ہندوؤں سے کچھ واسطہ نہیں ہے۔

(۲) حکومت ہم کو مردم شماری میں آئندہ ہندو شمار نہ کرے۔

(۳) کوئی شخص آئندہ ہمیں ہندو نہ کہے اگر کوئی شخص آئندہ ہمیں ہندو کہے گا تو ہم اس کے خلاف قانونی چارہ جوئی کریں گے۔